منقبت بہ شانِ سراج الصادقین

سیدنا حضرت کمال اللہ شاہ المعروف بہ مچھلی والے شاہ صاحب اعلی اللہ مقامہ

تو قبلۂ عرفانی یا شاہ کمال اللہ
پیدائی و پنہانی یا شاہ کمال اللہ

پیداست جمالِ تو پنہاں است کمالِ تو
تو اینی و تو آنی یا شاہ کمال اللہ

اندر نظرم جز تو یک لحظہ نمی گنجد
ہر جا تو ہمی رخشانی یا شاہ کمال اللہ

اندر تنِ من ہم تو اندر دلِ من ہم تو
ہم جانی و جانانی یا شاہ کمال اللہ

من مستم و مستم از جلوۂ تو شاہا
تو رازِ مرادانی یا شاہ کمال اللہ

من بے تو نمی دانم من بے تو نمی بینم
تو باقی و من فانی یا شاہ کمال اللہ

من غوثی بیچارہ در عشق تو آوارہ
لطفے بمن اواز آنی یا شاہ کمال اللہ

ماخذ از طیباتِ غوثی مصنفہ حضرت غوثی شاہ صاحب قبلہ رح

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہ مُحَمَّد رَسُولُ اللہ

۷۸۶ ——————— ۹۲

وَیُعَلِّمُہُمُ الْکِتٰبَ وَالْحِکْمَۃَ

کتابِ سلوک

مرتبہ

مولانا غوثوی شاہ

خلف وجانشین حضرت پیر صحوی شاہؒ و سجادہ نشین سلسلۂ غوثیہ و کمالیہ صحویہ

بار اول ۱۸؍ جمادی الثانی سنہ ۱۴۱۰ھ م ۱۶؍ جنوری سنہ ۱۹۹۰ء

روز سہ شنبہ

بموقعۂ یوم وصال حضرت پیر صحوی شاہؒ

ناشر ادارہ النور ـ بیت النور ـ چنچل گوڑہ ـ حیدرآباد ۵۰۰۰۲۴

۲۸۶ - ۲۹۲

تعارفِ کتاب

پیشِ نظر کتاب "کتابِ سلوک" اُن فرمودات عالیہ کا مختصر مجموعہ ہے جو حضرت والدی و مرشدی پیر صحوی شاہ صاحب علیہ الرحمہ و قدس اللہ سرہٗ کی زبانِ اقدس فیضِ ترجمان سے نکلی ہیں بعضے اِن میں فقیر کے بھی ارشادات درج کر دیئے گئے ہیں۔

برادرانِ طریق کتاب ہذا کی حفاظت فرمائیں اور نا اہلوں سے چھپائے رکھیں چونکہ یہ میرا دعویٰ ہے کہ کتاب ہذا میں ایسے فرمودات بھی ہیں جن کا علم شاید کسی کے پاس ہو آجکل تحریری سارقوں کا بازار گرم ہے ہشیار رہیئے۔ بعض خلفاء ایسے بھی ہیں جو "اِشاراتِ سلوک" (مصنفہ حضرت صحوی شاہ رح) کو رٹ کر یہ سمجھ بیٹھے ہیں کہ اب اُنھیں پوری تعلیماتِ غوثیہ کمالیہ کا علم ہو گیا ہے حالانکہ ــــ وہ تعلیماتِ غوثیہ کمالیہ کے سمندر کا ایک "قطرہ" ہے۔

بحمد للہ کہ فقیر کے ہاں ہزاروں فرمودات و تعلیمات درج ہیں کہ جس کے اظہار کے لئے ایک دفتر چاہیئے جیسے قرآن دھیرے دھیرے نازل ہوا ایسے ہی تعلیمات کی اشاعت انشاء اللہ تعالیٰ عمل میں آتی رہیں گی۔ دعا کیجئے کہ حق سبحانہٗ میری مدد فرمائے آمین

الفقیر الی اللہ
غزنوی شاہ

"بیت النور"
۳- جنوری ۱۹۹۰ء

باسمہٖ سبحانہٗ تعالےٰ

انتساب

اپنی اس کوشش کو میں سیدنا حضرت کمال اللہ شاہ المعروف مچھلی والے شاہ صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کے نام مبارک سے نسبتِ انتساب دے رہا ہوں کہ جن کے فیضِ کرم نے جدِ امجد حضرت غوثی شاہ علیہ الرحمہ اور والدی و مرشدی پیر صحوی شاہ اعلیٰ اللہ مقامہ کو کمالِ عروج بخشا اور بحمد اللہ کہ آج میں بھی ان ہی کی توجۂ خاص سے "کچھ بن رہا ہوں" ان کے ٹکڑوں پر پل رہا ہوں سچ پوچھئے تو ان ہی کے صدقہ میں جی رہا ہوں۔

مجھے اُمید ہے میرے مولا شفیق و کریم سے کہ بصورتِ پیر صحوی شاہؒ میری ہر کام پر دستگیری فرمائیں گے وہ اس لئے کہ

"میں ان کا ہوں"

"وہ میرے ہیں"

لاج رکھنے کے میں تمہارا ہوں نسبت کی قسم نسبت کی قسم

فقیر

غوثوی شاہ

۲۷ رجمادی الاول ۱۴۱۰ھ

۲۷ دسمبر ۱۹۸۹ء روز چہارشنبہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

"رازِ ہے میں میں پن"

ہے پن میں پن اللہ کا ——— ہے پن میں پن اللہ

درحقیقت النفس میں، میں کہنے والا اللہ ہے۔

بندہ بذاتِ خود نیست ہے اِس میں جو کچھ کہ ہستی نمایاں ہے وہ اللہ کی ہے بندہ جو ہر حال میں اپنی نسبت خود کو جو میں کہتا ہے وہ اُس کی ذاتی نہیں اللہ کی میں کو اپنی میں کہتا ہے، بندہ کی میں کہتا پنا انکساری کا ہے اللہ کا میں کبریائی ہے خود ہستہ ہے بندہ کی ذات نیستی ہے مگر بندہ حق نما دہست نما ہے۔

جدِّ امجد کنز العرفان حضرت غوثی شاہ صاحب قدس اللہ سرہ فرماتے ہیں ؎

ہماری ہستی کا ذکر ہی کیا ذری بھی جس کو بقا نہیں ہے
نہ جان اپنی نہ جسم اپنا کہیں بھی اپنا پتہ نہیں ہے
خدا کو بندہ کہو نہ ہرگز، خدا یہ بندہ بنا نہیں ہے
نہ بندے کو تم خدا بناؤ کہ بندہ ہرگز خدا نہیں ہے
بیانِ غوثی ہو وصل کا کیا عجب حیرت کا ہے تماشہ
جو دیکھتا ہوں میں، دو جہاں میں تو کوئی اس کے سوا نہیں ہے

(از: طیباتِ غوثی)

برادرانِ طریق براہ کرم ان اعتبارات کو ذہنشین کرنے کی کوشش کیجئے۔ ع

صوفی

صوفی :۔ اُس کو کہتے ہیں جو اپنی خودی سے گزر جائے اور ماسواء سے نظر اٹھائے رکھتے۔

کتابِ سلوک

عِلم الیقین :۔ کا انحصار تعلیم و تفہیم (مرشدِ کامل) پہ ہے ۔ اور عین الیقین متعلق بہ کسب و ریاضت ہے ۔ اور حق الیقین غایتِ عین الیقین ہے جو بہ جہت وصولِ اِلیٰ اللہ و فنافی اللہ حاصل ہوتی ہے ۔

انسان

انسان تین چیزوں کا خلاصہ ہے' دانش ۔ بینش ۔ خواہش ۔ جس کو دکھنی زبان میں جانتا پنا ۔ دیکھتا پنا ۔ مانگتا پنا ۔ کہتے ہیں ۔ یہ الفاظ دیگر ۔ دانائی ۔ بینائی ۔ تقاضائے بشری ۔

ابتدائے سلوک

ابتدائے سلوک معرفتِ نفس اور انتہائے سلوک فنائے نفس ہے یہ فنا عین بقا ہے ۔

قیاس اور علم

قیاس امرِ ظنی ہے اور عِلم امرِ یقینی ہے جہاں علم کا دخل ہے وہاں قیاس کا

گزر نہیں۔

علم اور عمل

علم متعلق بہ قال ہے اور "دید" متعلق بہ حال ہے بے شک قال سے بے حال کو پہونچنا ناممکن جب تک علم نہ پہونچے عین کو پہونچنا محض خیال کیونکہ اول دانست (جاننا) بعدہٗ "دید" جیسے تصور اول بعدہٗ تصدیق۔ اولاً تعلیم بعدہٗ تکمیل۔

مُوَحِّد

مُوَحِّد خود کو معدوم اور حق کو موجود جانتا ہے یہ معدومیت بہ طریقِ نا دیدن ہے نہ کہ بطریقِ نابودن۔ نادیدن ایمان و توحید ہے اور نابودن کفر و الحاد

خلق کیا ہے

خلق کیا ہے؟ بالقوہ کو بالفعل کرنے کا نام ہے!

مراتبِ قرب

عارف جب فنافی الصفات کو پہنچتا ہے تو اس مرتبہ کو "قربِ نوافل" کہتے ہیں۔
اس مرتبہ میں بندہ ظاہر حق۔ اور حق باطن بندہ ہو جاتا ہے اور جب فنافی الذات کا مرتبہ حاصل ہوتا ہے تو اس مرتبہ کو "قربِ فرائض" کہتے ہیں۔ یہاں حق ظاہر بندہ و بندہ باطن حق ہوتا ہے۔

ایقان

ایقان تعلیت مراتب علمی کا نام ہے۔

کسب

کسب بہ الفاظِ دیگر فعلِ قلبی کا نام ہے۔

وجود۔؟

مفہوم یا قت کو وجود کہتے ہیں۔

تعینات حق۔؟

اللہ تعالیٰ ظاہر ہے بہ اعتبار تعین کے اور باطن ہے بہ اعتبار لاتعین کے۔

اسلام، احسان؟

اسلام کیا ہے تسلیم رب۔ ایمان کیا ہے؟ تصمیم رب! احسان کیا ہے؟ تحصیلِ رب۔

تجلّی اور عالم

ظہورِ صفت کا نام تجلّی ہے اور محلِ قبولِ آثارِ صفات کا نام عالم ہے

نظر کامل

محسوس کو معقول اور معقول کو محسوس دیکھنا خطائے نظری ہے
اس حقیقت کو دیکھنا جس پر صورت عارض ہے یہ نظر کامل ہے۔
نکتہ :۔ صورت امر معقول ہے لہذا محسوس نہیں ہوتی۔

بدلِ احسان

حق کا یہ احسان ہے کہ باوجود ھُوَالظَّاھِر خود چھپ کر خلق کو دکھا رہا ہے۔

لہٰذا اب تم بھی "چھپ کر" حق کو دکھاؤ یہ بدلِ احسان ہے۔

مقامِ شہود وصال

صلوٰۃ (نماز) محلِ رفعِ حجابات و مقامِ شہود و وصال ہے

توحیدِ صفاتی

توحیدِ صفاتی کیا ہے؟ صفاتُ اللّٰہ کو خلق سے مسلوب (الگ) کرکے حق سے منسوب کرنا۔

سِرِّ سبحانیت

ذاتِ حق جن چیزوں سے پاک ہے پھر انہی چیزوں سے ظاہر ہے یہی سرِ سبحانیت ہے۔

معرفت اور رُویت

معرفت ادراک کا ادنیٰ درجہ ہے اور رُویت ادراک کا اعلیٰ اعتبار ہے

معرفتِ حق

معرفتِ حق فرضِ عین ہے

مشاہدہ

اشیاء جب محسوس ہیں تو اس کی ماہیّت (حقیقت) معقول

لہذا اشیاء کو دیکھے اور اس کی ماہیت کو نہ جانے تو یہ مشاہدہ ناقص ہے

ادراک

ادراک کسی چیز کو غایت پہ پہنچنے اور دریافت کرنے کو کہتے ہیں۔

اتباع

علم متبوع ـ عمل تابع ـ تابع کو اپنے متبوع کی اتباع ضروری ہے۔

اقسام مراقبہ

مراقبہ ـ کے لغوی معنیٰ امید رکھنا ـ نگاہ رکھنا اور گردن نیچے ڈالنا ہے ـ اور اصطلاح میں حق سے حضورِ دل رکھنا اور قلب کو حضورِ حق میں اس طرح رکھنا کہ خطرات دُولی و خودی کا گزر نہ ہو ـ اگر آئے تو اس کو رفع کرنا اور آنکھ بند کر کے قلب کی طرف متوجہ بہ حق رہنا ـ اس مراقبہ کی تقسیم چار اقسام پر کی جا سکتی ہے۔

پہلا مراقبہ جمع :ـ وہ یہ ہے کہ خدا کو ہر شئے میں جاننا اور سوائے حق کے شئے میں جاننا اور سوائے حق کے شئے کو نہ دیکھنا۔

دوسرا مراقبہ حضوری) وہ یہ ہے کہ سالک سمجھے کہ "میں اللہ سے جانتا ہوں" اللہ سے سنتا ہوں ـ اور جو کام کرتا ہوں مِن اللہ (اللہ کی طرف سے کرتا ہوں اور اللہ ہی سے دیکھتا ہوں ـ وغیرہ وغیرہ

تیسرا مراقبہ ناظرہ :ـ وہ اس طرح کہ سالک سمجھے کہ اللہ میری صورت میں موجود ہے اور میری آنکھ سے دیکھتا ہے اور میرے کان سے سنتا ہے ـ وغیرہ

چوتھا مراقبہ جمع الجمع :۔ وہ اس طرح کہ جو میں کہتا ہوں میں نہیں کہتا بلکہ اللہ کہتا ہے یعنی (انا حق کی ہے) وغیرہ

اہمیتِ نیّت

مراقبہ کے لئے نیت ضرور ہے جس طرح نیتِ وضو وغیرہ۔ فائدہ نیت یہ ہے کہ خیالات سب سے ہٹ کر حق کی طرف دھیان رہے اور حق بلحاظ نیت اپنی توجہ میں لے ۔

واجبُ الوُجود

جس کے لئے وجود لازمی وضروری ہو وہ واجبُ الوجود ہے ۔ بندہ بھی واجبُ الوجود ہے مگر اس کا وجود بوجودِ حق ہے اور اللہ بھی واجب الوجود ہے اس کا وجود اس کا اپنا ذاتی ہے

اور جس کے لئے عدم ضروری ہے وہ ممتنع الوجود ہے اور جس کے لئے نہ عدم ضروری اور نہ وجود ضروری ہے وہ ممکنُ الوُجود ہے ۔ (تفصیل کے لئے دیکھئے میری کتاب "اسرار الوجود" یعنی

مصنفہ مولانا غوثوی شاہ)

حال اور قال ۔ محسوس اور معقول

عارفانِ حق کی چشمِ بصیرت پہ غالب ہو جاتی ہے اس لئے جو جانتے ہیں دیکھتے ہیں ۔ اور جو دیکھتے ہیں کہتے ہیں " اَلْحَقُّ محسوسٌ وَالْخَلق معقول "

محسوس ۔ حس کیا گیا ۔ معلوم کی ہوئی شئے ۔ معقول ۔ عقل میں لایا گیا ،

سمجھا گیا۔

وحدۃ الوجود

وَحدَۃ الوجود کیا ہے۔ ہمہ اوست، اس طرح کلمہ حق سبحانہ تعالیٰ صُوَرِ علمیہ کو بہ ہیئت وشکل جو کہ علم میں ثابت تھے اپنے جمال کا آئینہ بنا کر خود کو ان کی صورتوں سے متشکل ومتکیّف کیا گویا بطون سے ظہور میں جلوہ فرمایا' (تفصیل کے لئے دیکھئے کتاب نور النور' ارشاداتِ سلوک مصنفہ حضرت غوثی شاہ صاحبؒ)

رازِ اسم

ہر اسم صورتِ صفت ہے اور ہر صفت وجہ ذات ہے

کثرت

کثرت سے مراد وجودِ ممکنات ہیں

لیسَ کمثلہٖ

لَیسَ کَمِثلِہٖ ۔ مرتبہ تنزیہہ کی طرف اشارہ ہے ۔ اور ھو السمیعُ البصیر مرتبہ تشبیہ کی طرف

حرکات

حرکات ۔ مخلوقات میں خلقِ افعال کا نام ہے یا خود وجود و حدوثِ خلق سے مراد ہے۔

ولی

ولی ۔ وہ ہے جو ہوائے نفس اور وجودِ خود سے فانی ہو اور ارادۂ خود کو

ارادۂ اللہ میں فنا کیا ہوا ہو سے

کہتے ہیں ولی جس کو وہ پر تو ہے نبیؑ کا
قرآن میں بھی تذکرہ آیا ہے ولیٔ

(از حضرت پیر صحوی شاہ صاحبؒ)

کسب

کسب۔ کمالاتِ نبوت میں سے ایک کمال ہے۔

ادب

ادب۔ کمالاتِ ولایت میں سے ایک کمال ہے

غیریت

صفات کا حد سے متجاوز ہونا غیریت ہے

مراتبِ معلوم

معلوم اقتضائے ذاتی میں مختار اور ظہورِ اقتضا میں مجبور۔

شئی فی الشئی

اندراجِ الشئی فی الشئی کیا ہے؟ شئے کا شئے میں بالقوہ ہ

تجدّدِ امثال

تجددِ امثال کیا ہے؟ حقیقت کو تبدل نہ ہونا۔ تجلّیات کو تکرار نہ ہ
ہاں مشابہت ہوسکتی ہے

یاد رکھیئے! تجدد معلوم کو نہیں روح سے تجدّد ہے۔

کسب اور ادب

سالک کے حق میں کسب اور عارفِ واصل کے حق میں ادب ہے

نکتہ: ۔چونکہ عارف افعالِ خیر و شر میں نظر تقدیرِ الٰہی اور اقتضائے ذاتی پر رکھتا ہے یہی ادب ہے۔

وجہِ نفی

نفسِ صیغۂ نفی سے خود وجودِ غیر ثبوت پاتا ہے ورنہ نفی کی نفی ایک فعلِ عبث ہے۔

مَا شَمَّت رائحۃُ الوجود

ارواح جوکہ معقول میں آثار سے مُدرک ہیں عالمِ مثال جوکہ متخیّل ہے خیال سے مُدرک ہے۔ اجسام جوکہ محسوس ہے مدرک با الحواس ہے لہذا ان تین مراتب سے کوئی باہر نہیں یعنی حسّی۔ خیالی۔ عقلی

صورتِ عوالم

عالمِ خلق صورتِ عالمِ مثال اور عالمِ مثال صورتِ عالمِ ارواح اور عالمِ ارواح صورتِ اعیانِ ثابتہ ہے۔

دید یا دانست

دانست بے دید ناقص۔ اور دید بلا دانست بھی ناقص مگر۔ دید یا دانست کامل

غایتِ وصل

وصل تغیرِ حقیقت کا نام نہیں۔ بلکہ دفع دوئی کا نام ہے

آب در غربال (چھلنی میں پانی)

نا اہل کو معارفِ الٰہیہ پہونچانا ایسا ہے جیسا آب در غربال (یعنی چھلنی میں پانی)

محل عقل

عقل محلِ صفتِ علمی ہے نہ کہ علم

اشغالِ ستّہ (۷)

محاسبہ[1] - مجاہدہ[2] - معائنہ[3] - مغایبہ[4] - مراقبہ[5]، مشاہدہ[6] - مکاشفہ[7]

یہ تمام الفاظ بابِ مفاعلہ سے ہے جو کہ برائے مشارکت ہے۔ مراقبہ و مشاہدہ وغیرہ میں "عبد با حق" مشارکت ظاہر ہے۔ فاذکرونی اذکرکم۔ محاسبہ[1] ہر روز اپنے اعمال کا جائزہ لے کہ کونسی کونسی خطائیں سرزد ہوئیں، اور کونسا عمل ترک ہوا۔ گناہوں اور خطاؤں سے توبہ اور عمل متروکہ کا افسوس کرے "حاسبوا انفسکم قبل ان تحاسبوا" کا اسی طرف اشارہ ہے۔ مجاہدہ[2] کے معنی لغت میں رنج و مشقت و کوشش، اور کفار سے جنگ کرنے کے ہیں، اصطلاح میں خلافِ نفس کرنا اور خواہشاتِ نفس ترک کرنا اور اپنے نفس سے جنگ کرنا ہے جیسا کہ حضور اکرمؐ نے میدان جنگ سے واپسی کے وقت فرمایا کہ "اب ہم جہادِ اصغر سے جہادِ اکبر کی طرف چلتے ہیں (مفہوم حدیث شریف) یاد رکھیئے! جہاد بالنفس جہاد اکبر ہے اور یہ دائمی امر ہے۔ جہاد بالکفار۔ امر اتفاقی ہے اور یہ جہاد اصغر ہے۔ معائنہ[3] لغت میں روبرو کسی چیز کو دیکھنا اور باہم چار چشم ہونا ہیں اصلاح میں سالک کے دل پر بے جہت انوارِ تجلیات وارد ہونا اور ان تجلیات میں سالک محو ہو کر اپنی خودی سے اٹھنا اور حق میں گم ہونا۔ مغایبہ[4] لغت میں غائب ہونا اور محو ہونا ہے۔ اصطلاح میں اپنی خودی سے چھوٹ کر ذاتِ غیب میں پیوستہ ہونا ہے جیسا کہ پیر و مرشد والدی حضرت صحوی شاہ علیہ الرحمہ نے

اسی طرف اشارہ کیا ہے ؎

کب کے اپنے ملیں میں ہنسیں ہم، اچھا پایا ہوا ہے کوئی ہم پہ
کام آئی کا سارا سب کچھ نام فقط اک صحوی اپنا

مراقبہ کی تفصیل ہم پہلے ہی بتا چکے ہیں پھر بھی یہاں مختصر اً عرض ہے کہ اصطلاح میں حق میں حضورِ دل رکھنا اور قلب کو حضورِ حق میں اس طرح کہ خطراتِ دوئی و خودی کا گزر نہ ہو۔ اگر آئے تو اس کو دفع کرنا اور آنکھ بند کر کے قلب کی طرف متوجہ بحق رہنا۔ مشاہدہ کے لغوی معنی دیکھنا اور کسی کے ساتھ اکٹھا حاضر رہنا ہے اصطلاح میں ذاتِ حق کو اشیاء کے حجاب میں دیکھنا اور اشیاء کو نظر سے ہٹا کر نظرِ باطن حق پر رکھنا۔ مکاشفہ لغت میں دشمنی کرنا اور پر طا جنگ کرنا اور اسرار و امورِ غیبی دل پہ ظاہر ہونا ہے اصطلاح میں ظاہر ہونا حقیقتِ ناسوت و ملکوت و جبروت و لاہوت وغیرہ۔ سالک جب اپنی آنکھ بواسطۂ قلب جب کسی طرف متوجہ ہے چشمِ باطن سے دیکھتا ہے تو اس وقت تجلیاتِ حق کا ورود ہوتا ہے وہ شہودِ ذات بصورتِ صفات ہے اس کا حاصل سیرِ صفات و صور (صورتیں) یہاں تجلیات کو سالک دیکھتا ہے اور مختلف اشکال پیدا ہوتے ہیں اور بعد ازاں یہ صورتیں اور اشکال صاف نظر آنے لگتے ہیں —— ذکر کی دو قسمیں ہیں ایک با حرف و صوت دوسرا بے حرف و صوت۔ اول کو ذکرِ لسانی کہتے ہیں خواہ جلی ہو یا خفی اور دوسرے کو ذکرِ قلبی کہتے ہیں خواہ حبسِ دم کے ساتھ ہو یا آمد و شدِ دم کے ساتھ۔ وضو و نماز شریعت میں وضو و نماز عام ہے ہر عاقل و بالغ پر فرض ہے اصطلاح اہلِ طریق میں "وضو و رکردن بہ خیرِ خود" اور نماز از خود رفتن و بہ خوند بودن و تکلیم شدن کارِ مردان یعنی خود سے خالی اور حق سے باقی رہنا مردوں کا کام ہے۔ ارانی من رانی میں رویتِ صورتِ تشبیہی ہے اور راءالحق میں ادراکِ حقیقتِ تنزیہی تا وقتیکہ یہ ہر دو اعتبارات جمع ہوں شہودِ کامل نہیں ہو سکتا ؎

میرے شعورِ عبادت کو دیکھ کر صحوی
ملک بھی وجد کناں ہیں فلک بھی حیراں ہے

(التقدیس شعر)

کنزالعرفان حضرت غوثی شاہ صاحب قبلہ قدس اللہ سرہٗ کی چند مجلسی بیانات کے اقتباسات کا مجموعہ بنام مواعظ غوثی انشاء اللہ تعالیٰ عنقریب شائع ہو رہا ہے۔ اس کا کچھ حصہ ہدیہ قارئین ہے ـــــ

عنوان :۔ "ربنا اتنا فی الدنیا حسنۃ وفی الآخرۃ حسنۃ وقنا عذاب النار"

دنیا حسنہ میں اس کا تعین نہیں کیا گیا۔ وہ مسلم جو تحت اوامر و نواہی رہتا ہے۔ وہ دنیا حسنہ والا ہوتا ہے۔ کسب کرنا وغیرہ ملنے دنیا حسنہ نہیں ہے جائز چیزوں کا مانگنا اس کا لینا۔ برتنا منع نہیں ہے۔ بلکہ یہ دنیا حسنہ ہے مگر یہ ابتدائی شعبہ ہے ایک صحابیؓ نے آنحضرتؐ سے عرض کیا کہ میرے دل میں اچھے جوتے پہننے کی خواہش ہے آپؐ نے فرمایا یہ منع نہیں ہے اور آپ نے فرمایا "اللہ جمیل ویحب الجمال" اگر اس کا حصول امتناعی طریقہ سے ہے تو قطعاً حرام ہے مسلم کے لئے دنیا بھی ہے اور دین بھی ہے اسلام اور ایمان کے بعد مسلم اگر دنیا کو طلب کرے تو وہ دنیادار نہیں ہے بلکہ دین دار ہے مگر اس کے نزدیک اسلام اور ایمان محبوب تر ہو دیگر اشیاء سے۔ دنیا طلبی اسلام اور ایمان کی کمزوری کے تحت کرتا ہے تو وہ دنیادار ہے اور وہ طالب دنیا دین ہوگا اگر دنیا کے نہ ملنے پر رنج اور افسوس نہیں کرتا تو یہ دنیا حسنہ ہے اسلام اور ایمان کا وزن پہلے ضروری ہے (جب) دعا کرے تو یہ سمجھے کہ دعا ضرور مقبول ہوگی۔ اس لئے کہ جس کو اس دنیا میں اللہ تعالیٰ نہیں دیتے اس کو آخرت میں دیتے اور آخرت کی دین بہتر ہے اور اگر یہ ناخوش ہو کر دعا کرنا چھوڑ دے تو یہ سمجھنا چاہیئے کہ حق تعالیٰ اس سے ناراض ہیں۔ حق تعالیٰ مانگنے سے خوش ہوتے ہیں دعا کے اس کے پورے نہ ہونے پر ناخوش ہوا تو یہ ایمان میں کمزوری ہے اگر دنیا میں کسی سے کچھ ملا مشرک سے ملا۔ کافر سے ملا تو حقیقت میں یہ خدا ہی سے ملا۔ یافت اور شہود انتہائی درجہ ہے ایک شخص کی دنیا حسنہ وہ ہے کہ وہ اسلام اور ایمان کو سنبھال کر دنیا کو خوب طلب کر سکتا ہے۔ ایک شخص وہ ہے کہ وہ اس دنیا میں رہ کر دین کماتا ہے اس کی نظر دنیا کی نعمتوں پر بے رغبتی سے پڑتی ہے اس کی طرف اس کی خواہش نہیں رہا تو یہ دنیا اس کی دین ہو گئی اور ایک وہ ہے جس کو دین کی نعمتوں سے بھی بے رغبتی ہو جاتی ہے بلکہ وہ طالب مولیٰ ہوتا ہے۔ پس حق ہی اس کا مقصود رہتا ہے ـــــ

مشورہ

ماخذ از کتاب طیباتِ غوثی مصنفہ کنز العرفان حضرت غوثی شاہ صاحب رحؒ



نور ہو جا شمع روئے یار کا پروانہ بن
گر تجھے بننا ہو کچھ تو عقل کھو دیوانہ بن

سرمۂ اہلِ نظر بن ہو کسی کی خاکِ پا
مست ہونا ہو تو چشمِ مست کا مستانہ بن

گر تجھے بننا ہو کچھ تو میچ بن او کچھ نہ بن
کیا کہوں پھر تجھکو میں کیا کیا تو بن کیا کیا نہ بن

گرچہ دانا ہے تو دانایانِ عالم میں مگر
راہ میں دلدار کی نادان بن دانا نہ بن

ایک ہے سب میں تو سب ہیں ایک میں یہ رمز کو
ڈالدے حیرت میں سبکو اور تو حیرت خانہ بن

ڈھونڈھتا ہے جنکو مخفی ہیں تو کاشانہ میں ہے
بے خبر ہشیار ہو اب ان کا تو کاشانہ بن

دیکھ ان کے یگانہ بن کے جلوے آپ میں
یار سے ہو جا یگانہ آپ سے بیگانہ بن

سالکانِ کوئے جاناں پر ہو قرباں جان سے
شاہ بننا ہو غلامِ نرگسِ مستانہ بن

پی شرابِ مستیٔ دلدار کی مستی میں رہ
روح سے خم دل سے شیشہ جسم سے پیمانہ بن

بڑھ کے پیمانہ سے شیشہ پھر تو شیشہ سے ہو خم
خم سے پھر ہو خمکدہ پھر ساقیٔ خمخانہ بن

دید کرنا ہو تو روئے یار کا آئینہ ہو
صدقے ہونا ہو تو ان کے گیسوؤں کا شانہ بن

گر تجھے بننا ہو غوثی کچھ نہ بن معلوم ہے
وہ بنائیں جب تو پھر تو جان بن جانا نہ بن

ناشر ادارہ النوریہ النور چنچل گوڑہ حیدرآباد ۲۴